جامع ازہر اور اُس کی اصلاح

مسلمانوں کی یہ سب سے قدیم یونیورسٹی ہے جو تقریباً نو سو برس سے قائم ہے۔ اور جس میں کم وبیش بارہ ہزار طالب العلم تعلیم پاتے ہیں۔ اس کی مختصر اور ابتدائی تاریخ یہ ہے کہ مصر میں جب فاطمیین کی سلطنت قائم ہوئی تو خلیفہ المعز لدین اللہ کے غلام نے جو سسلی کا رہنے والا تھا۔ اور جوہر سپہ سالار کے لقب سے ملقب تھا۔ قاہرہ میں ایک جامع مسجد کی بنیاد ڈالی۔ ۳۵۹ھ میں اس کی تعمیر شروع ہوئی اور ۳۶۱ھ میں انجام کو پہونچی۔ یہ ہی مسجد ہے جو آج جامع ازہر کے نام سے پکاری جاتی ہے۔ اُس زمانہ میں اگرچہ تمام اسلامی ممالک میں تعلیم کو نہایت ترقی تھی لیکن اُسوقت تک خاص اس غرض کے لیئے مدرسوں کی تعمیر کا رواج نہیں ہوا تھا۔ ہر قسم کے علوم وفنون کی تعلیم مسجدوں میں ہوتی تھی۔ یعنی اُس زمانہ کے مدرسے یا دار العلوم جو کچھ کہو۔ جامع مسجدیں یا عام مساجد تھیں۔ اس قاعدہ کے لحاظ سے جامع ازہر کا قائم ہونا گویا ایک دار العلوم کا قائم ہونا تھا۔ چنانچہ اس کی طیاری کے تھوڑے ہی زمانہ کے بعد یعنی ۳۷۸ھ میں خلیفہ العزیز باللہ نے چند طالب العلموں کا وظیفہ مقرر کیا اور اُن کے لیئے مسجد سے متصل بورڈنگ کے طور پر مکانات بنوا دیئے۔ ان طالب العلموں کی کل تعداد ۳۰ تھی۔ لیکن زمانہ مابعد میں اسکو روز افزوں ترقی ہوتی گئی۔ ۶۶۵ھ میں خاص تعلیم کی غرض سے امیر بیلبک نے مسجد میں ایک کمرہ طیار کرایا اور بہت سے مدرس مقرر کیئے جو فقہ وحدیث وقران کی تعلیم دیں۔ ان مصارف کے لیئے بہت بڑی جائداد وقف کی جو مدت تک قائم رہی۔ ۷۶۱ھ میں اس کے متعلق ایک یتیم خانہ

ebooks.i360.pk

قائم ہوا جس میں یتیم بچے قرآن مجید کی تعلیم پاتے تھے۔ اس کے ساتھ فقہ حنفی کی تعلیم کے لیئے ایک خاص مدرس مقرر ہوا۔ اور ان مصارف کے لئے بہت سی جائدادیں وقف کی گئیں۔

رفتہ رفتہ یہ مسجد ایک عظیم الشان یونیورسٹی بن گئی۔ عراق۔ فارس۔ شام۔ مغرب۔ تمام اطراف سے طلبا تعلیم کے لیئے آتے تھے اور ہر قوم اور ہر گروہ کے لئے مسجد کے اوپر کی منزل میں الگ الگ قطعے بنے ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ۱۸۸۸ء میں ان طالب العلموں کی تعداد جو خاص مسجد میں بورڈرز کے طور پر سکونت رکھتے تھے ۷۰۰۰ تک پہنچ گئی۔ اگرچہ یہ یونیورسٹی ایک مدت تک تعلیم کا مرکز رہی۔ اور اسمیں بھی شبہ نہیں کہ کسی زمانہ میں اس کی تعلیم بھی اعلیٰ درجہ کی تعلیم تھی۔ لیکن اس تقلیدی اثر نے جو کئی سو برس سے تمام مسلمانوں میں پھیل گیا ہے اس دار العلوم کو بھی نہ چھوڑا اور ایک مدت سے اس کی یہ حالت ہوگئی ہے کہ تحقیق و ایجاد کا رستہ بالکل رُک گیا ہے اور رہی بوسیدہ اور تقویم پارینہ کتابیں برابر درس میں چلی آتی ہیں جو زمانہ حال کی ضرورتوں سے مطلق مناسبت نہیں رکھتیں تعلیم سے زیادہ تربیت کی ابتری افسوس کے قابل ہے۔ لیکن اسکی تفصیل کی اس موقع پر ضرورت نہیں۔ میں اپنے سفرنامہ ٹرکی میں یہ حالات نہایت تفصیل سے لکھہ چکا ہوں۔

جامع ازہر کی ابتری اگرچہ روشنضمیر لوگوں کو علانیہ محسوس ہوتی تھی۔ چنانچہ علی باشا مبارک ڈائرکٹر سررشتہ تعلیم نے آج سے بہت پہلے اس کی اصلاح کی طرف توجہ کی تھی۔ لیکن چونکہ ازھر کے مدرسین کسیطرح کسی قسم کی اصلاح پر راضی نہیں ہوتے تھے اس کی درستی کی کوئی تدبیر کارگر نہیں ہوتی تھی۔ ہمکو نہایت خوشی ہے کہ خدیو عباس پاشا جسنے یورپ میں تعلیم پائی ہے اور ہر موقع پر تعلیم کی ترقی کی طرف نہایت توجہ ظاہر کی ہے۔ ازہر کی اصلاح کیطرف متوجہ ہوا۔ یہ عجیب حسن اتفاق ہے کہ یہ وہی زمانہ تہا جب ہمارے ہندوستان میں ندوۃ العلما کی بنیاد پڑی۔ گویا۔ خدیو کو ندوۃ العلما یا ندوۃ العلما کو خدیو سے توارد ہوا۔

خدیو نے ازہر کی اصلاح کے لیئے ایک خاص کمیٹی قائم کی اور مصر کے تمام بڑے بڑے نامور علما اسکے ممبر مقرر کیئے۔ اس کمیٹی کے امور ذیل کی اصلاح اور اس کے متعلق قواعد اور دستور العمل طیار کرنے کی خدمت سپرد کی گئی۔ درس کے قواعد مقرر کرنے۔ طالب العلموں کے مکانات کا سکونت کا انتظام کرنا۔ وظائف اور اسکالرشپ کا تقرر۔ امتحانات کے مختلف درجے قرار دینے سندوں کا عطا کرنا۔ ان امور کے علاوہ اسکو عام اختیار دیا گیا کہ جامع ازہر کی ترقی کے متعلق جو تجویزیں چاہیں پیش کریں۔ جو علما اس کمیٹی کے ممبر مقرر ہوے اُن کے نام حسب ذیل ہیں۔

شیخ سلیم بشری مالکی۔ شیخ عبدالرحمن شافعی۔ شیخ یوسف حنبلی۔ شیخ محمد عبدہ قاضی عدالتہائے ملکی شیخ عبدالکریم وکیل محکمۂ اخبارات سرکاری۔

پریسیڈنٹ شیخ حسونہ نووی مقرر کیئے گئے جو مصر کے مشہور عالم اور جامع ازہر کے وکیل المشایخ ہیں ان کی تنخواہ چھ سو روپیہ ماہوار ہے۔

شیخ حسونہ موصوف نے ممبروں کے اتفاق سے ایک مفصل دستور العمل جس میں ۵۰ ریزولیوشن درج تھے منظوری کے لیئے جلسۂ وزراء میں پیش کیا۔ اور اُن کی ذریعہ سے خدیو کے حضور میں پیش ہوکر ۹ جمادی الاولی ۱۳۱۳ھ کو منظور ہوا۔

افسوس ہے کہ یہ دستور العمل پورا ابھی تک شایع نہیں ہوا۔ صرف امتحانات اور ڈگریوں کے دیئے جانیکے متعلق جو قواعد مقرر کیئے گئے۔ اُن کو مصر کے عربی اخبارات نے چھاپا ہے۔ چنانچہ اسکا انتخاب ہم بدفعات ذیل لکھتے ہیں۔

(۱) جو شخص زمرۂ علما میں داخل ہونے اور کتب درسیہ کے تعلیم دینے کی اجازت حاصل کرنی چاہے اسکو ضرور ہوگا کہ جامع ازہر کے شیخ (پرنسپل) کی خدمت میں ایک درخواست پیش کرے جس میں ظاہر کیا جائے کہ اسنے کم سے کم بارہ برس تک جامع ازہر میں تعلیم پائی ہے۔ اور گیارہ علموں یعنی اصول فقہ

۔فقہ۔نحو۔صرف۔تفسیر۔حدیث۔معانی بلاغت وغیرہ کی کتب درسیہ ختم کر چکا ہے۔

(۲) اس درخواست کے گذرنے پر حکم ہوگا کہ وہ اُن علما کی جن سے اُسنے کتب درسیہ پڑھی ہیں اس مضمون کی شہادت تحریری پیش کرے کہ اسنے وہ کتابیں ان سے پڑھی ہیں۔ نیز اسبات کی کہ اسکا چال چلن قابل اطمینان رہا ہے۔

(۳) شہادت کے پیش ہونے پر۔ شیخ ازہر ممتحنوں کا ایک کورم مقرر کریگا جس میں دو حنفی عالم۔ وشافعی۔ دو مالکی۔ ممبر مقرر ہوں گے۔

(۴) استحان کا دستور العمل خود شیخ ازہر مرتب کر کے ممتحنوں کو حوالہ کریگا۔ اور اسمیں علاوہ اور مراتب کے مقام امتحان اور وقت۔ اور مضامین امتحان کا تعین ہوگا۔

(۵) درخواست دہندہ کو امتحان کی طیاری کے لیئے۔ دس دن کی مہلت دیجائیگی۔

(۶) امتحان کے تین درجے قرار دیئے جائینگے۔ اول۔ دوم۔ سوم۔ جو شخص ان تمام گیارہ علوم میں جنکا ذکر اوپر گذرچکا۔ کافی نمبر حاصل کریگا اسکو درجہ اول کی سند دیجائیگی۔ جسنے صرف ۹ علوم میں نمبر حاصل کئے ہیں درجہ دوم میں۔ اور جسنے ۸ علوم مین نمبر حاصل کیئے ہوں۔ درجہ سوم میں کامیاب سمجھا جائیگا۔ لیکن یہ ہر حالت میں ضرور ہے کہ اسکو اور باقی علوم میں معمولی لیاقت حاصل ہو

(۷) امتحانات کے بعد ہر امیدوار کو جس درجہ کی ڈگری ملی ہے۔ اسکے مناسب۔ درس اور تعلیم دینے کی اجازت ہوگی۔ اور اسکا باضابطہ اعلان کیا جائیگا۔

(۸) امیدواروں کے نتائج امتحان۔ خدیو کے حضور میں پیش ہونگے اور خدیو کے حضور سے انکو ڈگریاں عطا ہوں گی۔

(۹) درجہ اول کے کامیاب امیدواروں کو خدیو کی طرف سے اعزازی عبا۔ عنایت ہوگی (یہ عبا۔ ہمارے یہاں کے گون کے مشابہ ہے)۔

۱۰) جو شخص تین درجوں میں کسی درجہ میں پاس نہو گا - اسکو دو برس کی مہلت دیجائیگی - اور
س مدت کے گذرنے پر اسکا دوبارہ امتحان لیا جائیگا - اس امتحان میں بھی اگر ناکامیاب ہوگا تو
یک برس کی اور مہلت دی جائیگی - اور اگر تیسری دفعہ بھی وہ امتحان میں ناکامیاب ہوگا تو پھر
اسکو کبھی امتحان کی اجازت نہ دیجائیگی -

یہ قواعد - اگرچہ فائدے سے خالی نہیں ہیں - کیونکہ جہاں کسی طرح کی ترتیب اور انتظام نہ تھا - وہاں
مقدر ہونا بھی غنیمت ہے - اور امید ہے کہ رفتہ رفتہ اسکو زیادہ ترقی ہو - لیکن افسوس ہے کہ جو علوم
درس میں داخل کیے گئے ہیں - وہی پرانے علوم ہیں - علوم جدیدہ میں سے کوئی علم اور کوئی فن
امتحان میں داخل نہیں کیا گیا ہے - تاہم اس میں شبہ نہیں کہ خدیو کا ارادہ - علوم جدیدہ کی ترقی
دینے کا ہے - جسکی بڑی دلیل یہ ہے کہ خدیو نے اسی سرکلر میں یہ بھی حکم دیا ہے کہ جو امیدوار - علوم مذکورہ
کے سوا - اور علوم مثلاً جغرافیہ - جبر مقابلہ وغیرہ میں دخل رکھتے ہونگے - انکو درجہ اول کی سند یافتہ
لوگوں پر ترجیح دیجائیگی -

حقیقت یہ ہے کہ ازہر کے علما اب تک ملک میں بڑا اقتدار اور اثر رکھتے ہیں - اسلیے دفعۃً ان کے
خیالات کی مخالفت نہیں کی جا سکتی - لیکن چونکہ والی ملک یعنی خدیو عباس پاشا - ایک روشن ضمیر
اور تعلیم یافتہ شخص ہے - اس کے ساتھ زمانہ جو خیر المود میں ہے - علما کے گروہ میں بھی اپنا اثر پھیلاتا
جاتا ہے - ہکو پوری امید ہے کہ ایک دن جامع ازہر کی قسمت پلٹا ئیگی - اور یہی پرانا درسگاہ جو اب
ملایانہ مکتب سے کچھ زیادہ وقعت نہیں رکھتا - کسیدن کیمبرج اور اکفورڈ کے پہلو بہ پہلو چلیگا -

(شبلی نعمانی)